Al-Qalam القلم
p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077
Volume:26, Issue:1, 2021; pp. 1-20

قرآن مجید کے مبہمات زمانی۔ایک تحقیقی مطالعہ

Vagueness of Qurānīc Diction regarding Time

Sadīa Anwar *(corresponding author)*
PhD Scholar, Sheikh Zayed Islamic Center, Punjab University, Lahore, Pakistan
Email: dr.saminasaadia@gmail.com

Dr. Samīna Sadīa
Assistant Professor, Sheikh Zāyed Islamic Center, Punjab University Lahore, Pakistan

KEYWORDS

QURAN, VAGUENESS, COMMENDATIONS, VERSES, VIEWPOINTS.

Date of Publication:
26-06-2021

ABSTRACT

The study of indistinctive and ambiguous points in the Qurānīc verses is a major part of the Quran studies such verses give an unclear picture of the happenings So that research and vast study can be done in these ambiguous areas. The working in this area of study reveals the intensity and depth of Holy Quran and strengthens the beliefs that these are an eternal source of guidance. The research deals with a very important subject in the life. It's the time and its division into units and parts. The research includes linguistic and idiomatic definition for time, its units and parts mentioning the structure and worlds indicating it in general after wards. Efforts have been made to talk about the Qurānīc verses depicting some specific terms of time and discussing the variant view points of the commendations of Quran leading to a preferred one meaning. The reasons of vagueness in the verses are also described briefly.

تمہید:

قرآن پاک نے کائنات اور انسان کی تخلیق کا مقصد سمجھایا ہے اور انسان کو کائناتی نظم وضبط پیدا کرنے کی تلقین فرمائی ہے نیز کائنات اور دیگر تخلیقات کے بہت سے متعلقات کو اسرار وابہام میں رکھ کر اسمیں غور وفکر کرنے اور انکے تخلیقی مقاصد پر پڑے دبیز پردوں کو چاک کرنے کی دعوت بھی دی ہے۔ قرآن مجید میں واقع مبہم مقامات کی وضاحت وتعین اور ان کی تحقیق کرنے کا علم "**علم مبہمات القرآن** " کہلاتا جو علوم القرآن میں ایک خاص درجہ رکھتاہے۔ ایسا تفسیری مطالعہ کے جسمیں قرآن کی بیان کردہ ہر وہ چیز کہ جس کا اللہ نے نام نہیں لیا۔ مثلاً علم، رجل، نبی، بادشاہ، جن، ملک، شہر، ستارہ، درخت، حجر وحیوان، عدد یا مدت یا جن کی تعیین وتحدید نہ کی گئی ہو ان کی تحقیق وتبیین اور توضیح وتعیین قرآن وسنت اور ثقات الامۃ کے ذریعے کرنا علم مبہمات القرآن کہلاتا ہے۔ ذیل میں اس کا مختصر تعارف دیا جارہاہے۔

مبہم کے لغوی معنیٰ:

مبہمات دراصل مبہمہ کی جمع ہے اس کا مادہ (ب۔ھ۔م) ہے۔ یہ باب افعال سے اسم مفعول ہے۔[1] **صاحب لسان العرب کے نزدیک:الا بہام والأبهم كالاعجم واستبهم عليه استعجم فلم يقدرعلى الكلام ۔قال : يضرب مثلاً للأمر اذا أشكل لم تتضح جهته واستقامته ومعرفتة**۔[2] یعنی ابہام اور مبہم ایسے ہی ہیں جسے اعجام اور استعجم بمعنی گونگے کر دیے جانا کہ کلام کی قدرت نہ ہو۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی امر کی مثال بیان کرنا جبکہ وہ ایسا مشکل ہو کہ اس کی کوئی جہت واضح نہ ہو اور اس کی استقامت اور معرفت معلوم نہ ہو۔ اسی طرح: **كل مايصعب على الحاسة ادراكه ان كان محسوسا وعلى الفهم ان كان معقولاً**۔[3] یعنی ہر وہ حسی اور عقلی چیز جس کا عقل وحواس سے ادراک نہ ہو۔ اور **المبهم من الكلام : الغامض الذى لايعرف له مقصد**.[4] کلام میں مبہم سے مراد ایسی غیر واضح بات ہے جس کا مقصد معلوم نہ ہو۔ انگریزی میں اس کے لیے muskiness, equivocation, obscurity , vague , اور ambiguity, vagueness, کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔5

اصطلاح میں مبہم:

المبهم : هو مااشير اليه فى اية من الايات اوفى قصة من القصص دون تحديد ۔6 مبہم سے مراد وہ ہے کہ جس کی طرف آیات میں سے کسی آیت اور قصوں میں سے کسی قصہ میں اشارہ نہ کیا گیا ہو۔ اور مبہمات القرآن سے مراد ہے۔ **کل لفظ ورد فی القرآن الکریم من ذکر من لم یسمه الله فیه باسمه العلم من نبی اولی اوغیرها ، من آدمی اوملک اوجنی اوبلد اوکوکب اوشجر اوحیوان له اسم علم اوعددلم یحدد اوزمن لم یبین اومکان لم یعرف ۔7** ہر وہ لفظ کہ جو قرآن مجید میں بیان ہوا ہے کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے نام نہیں لیا وہ علم ہو، کوئی نبی یا ولی یا اس کے علاوہ کوئی آدمی کوئی بادشاہ کوئی جن یا کوئی شہر، کوئی ستارہ یا کوئی درخت یا کوئی حیوان یا پھر کوئی عدد کہ جس کی تحدید نہ کی ہو یا کوئی زمانہ کہ جس کو بیان نہ کیا ہو یا کوئی مکان کہ جس کی معرفت نہ ہو ۔ مبہمات القرآن میں شامل ہے۔ **اور علم مبہمات القرآن کی تعریف یوں :الدراسة التفسيرية التى تتناول آيات من القرآن الكريم من حيث معرفة ماالبهم فيها من عدد ، اوامد ، اواسم ، اونسب بواسطة النقل المحرر الدقيق عن ثقات الامة ۔8** ایسا تفسیری مطالعہ جس میں آیات قرآنیہ میں مبہم عدد، مدت، اسم ونسب وغیرہ کی نقل کے واسطے سے اور ثقات الامۃ کے ذریعے معرفت حاصل کی جائے علم مبہمات القرآن کہلاتا ہے۔

تعریف میں مذکورہ تمام اسماء کا مطالعہ ایک وسیع علم ہے لہذا اس تحقیقی مقالے میں زندگی کے اہم ترین پہلو وقت یعنی زمانے اور اس کے دیگر اجزاء اور اسکی اکائیوں پر مطالعہ پیش کیا جائے گا زمن یا زمانہ اللہ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے کائنات کی تخلیق میں زماں ومکاں دونوں اساس کی حیثیت رکھتے ہیں انسان جو کہ اس کائنات کا ایک جز ہے اس کائنات پر اسکی حیات کے جاری وساری رہنے کے لیے مکاں کی طرح زماں کی اہمیت بھی بہت زیادہ ہے اور قرآن وسنت ہر دو مصادر میں اس کا ذکر بکثرت ملتا ہے۔ قرآن مجید کے مبہمات زمانی کا شمار پیچیدہ ترین مشکلات تفسیر میں ہوتا ہے ان مقامات کو قرآن نے کس نہج پر بیان کیا ہے اور اس ضمن میں کونسے الفاظ استعمال کئے ہیں نیز ان مقامات کی تبیین وتاویل میں مفسرین کے بکثرت اختلافات بھی سامنے آتے ہیں اس امر کے لیے موجود فقہی وعقدی احکامات، تاریخی دلالات اور مرویات اور قصص قرآن وغیرہ ان الفاظ وعلمی مقامات اور مبہم امور کی وضاحت کرتے ہیں، زیر نظر بحث میں ان تمام اسماء الزمن کا ذکر کر کے اسکے اجزاء اور اکائیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اوقات صلوٰۃ کا بھی عمومی ذکر کیا جائے گا کیونکہ زمانے کے اجزاء واکائیوں کی توضیح وتعین کا علم اور اس کا اثر عبادات اور مکمل انسانی زندگی پر محیط ہے۔ قرآن مجید وقت کے متعلق پہلوؤں کے لیے جامع اصطلاحات

استعمال کرتا ہے جو کہ بغیر کسی ترتیب میں مخصوص سیاق میں استعمال کرتا ہے لیکن قرآن کا یہ ذخیرہ معلومات وقت کے لیے سب سے زیادہ مستعمل اصطلاح "زمن" کو اپنے اندر شامل نہیں کرتا۔ جبکہ اسلامی عبادات وفلسفے میں یہ سب سے زیادہ استعمال ہوتی ہے۔ زمن کے معنی ومفہوم درج ذیل ہیں۔

زمن کے لغوی معنی:

ابن منظور افریقی کے نزدیک: **اسم لقليل الوقت وكثيره والزمن والزمان (العصر) والجمع ازمن وازمنة ---وازمن الشى : طال عليه الزمان وازمن فى المكان : اقام له زمانا والزمان يقع عليه افضل من فصول السنة۔**[9] قلیل اور کثیر وقت کے لیے زمن کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور اسی طرح زمن اور زمان یعنی زمانہ (العصر) بھی ہیں اسکی جمع ازمن اور ازمنہ ہیں۔ ازمن الشیی سے مراد ہے کہ اس پر بہت وقت گزر گیا ہو۔ اور ازمن فی المکان سے مراد ہے کہ اس پر زمانے گزر گئے ہوں اور سال کے حصوں کے لیے بھی زمان کا لفظ بولا جاتا ہے۔

اصطلاحی تعریف:

مقدار من الدهر، وكذلك هومقدار من الزمن الفروض للأمروقيل للعمل۔[10] زمن دھر کی ایک مقدار ہے اور اسی طرح زمن کسی فرض حکم کے لیے مخصوص وقت میں سے ایک مقدار ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عمل کے لیے۔ **اسی طرح: هو عبارة عن ساعات اليل والنهار ويشكل ذلك الطويل من المدة والقصير منها۔**[11] زمن دن اور رات کی گھڑیوں سے عبادت ہے اور اس میں طویل المدت اور قصیر دونوں شامل ہیں۔ **ابن کثیر کے مطابق: الزماں الذی يقع فيه حركات بنى آدم من خير اوشر۔**[12] زمان وہ ہے کہ جس میں بنی آدم کی خیر وشر کی حرکات واقع ہوتی ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا آف قرآن کے مطابق: The successive Continuum of events and its measurement. واقعات کی ایک تسلسل کے ساتھ وقوع پذیری اور اس تسلسل کی پیائش کا نام وقت ہے۔[13]

تعاریف میں ترجیح:

ابن کثیر کی تعریف میں بنی آدم کی خیر وشر کی تمام حرکات کو زمن کے ساتھ مربوط کیا ہے اور اسے حیات قرار دیا ہے۔ یہ ایک اضافی معنی ہیں جو اس کی تعریف سے حاصل ہوتے ہیں جو دیگر تعاریف سے نہیں ملتے۔ قرآن مجید میں زمن کی اہمیت وذکر بہت زیادہ ہے یہ ایک غیر مادی اور ناقابل مس چیز ہے لیکن انسان اس کو سمجھتا ہے اور تقدیر میں اس کے کردار اور مقام اور اپنی زندگی اور اس سے وابستہ چیزوں میں اس کے تعلق سے واقف ہے اس کی

تعداد بیان اور قدر کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی ہے۔ قرآن مجید میں زمانے اور وقت کے مختلف پہلوؤں کے لیے مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان الفاظ کے ورود کا عدد ذیل میں ایک جدول کی صورت میں بالترتیب حروف تہجی دیا جارہا ہے۔

لفظ	تعداد	لفظ	تعداد	لفظ	تعداد
ابد	28	دهر	2	معاد	1
اجل	52	زلفة	2	عام	9
اذ	166	سبت	6	معاش	1
اذا	195	سحر	3	غد	5
اصيل	7	سنة	19	غدو	4
امد	4	ساعة	8	غداة	2
امس	4	شتاء	1	غسق	5
امة	2	اشراق	1	فجر	6
آنفا	1	شهر	21	فلق	1
آن	8	صبح	1	قبل	242
آناء	3	صباح	1	قروء	1
ايان	6	اصباح	1	كل	4
بضع	2	صيف	1	كلما	17
بعض	3	ضحى	6	كم	3
بعد	198	اطوار	1	لما	29
ابكار	2	ظهيرة	1	ليل	92
بكرة	7	عدة	4	متى	9
تارة	2	عشاء	2	مدة	1
جمعه	1	عشية	10	مع	2
احقابا	2	عصر	1	نهار	57
حول	2	عمر	1	موعد	5

حین	36	میقات	8	میعاد	3
یوم	474			وقت	3

قرآن مجید میں جو اسمائے زمن وارد ہوئے ہیں۔وہ کس نہج اور کیفیت میں بیان کیے گئے ان کو درج ذیل قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔[14] ☆دن کے مختلف اجزاء کے لیے وارد اسماء: **اصیل ، ابکار، اشراق، شفق، اصباح، صباح، صبح ، ضحیٰ ،ظہیرہ، ظہر ، العشیہ، غداۃ ، غدو، غسق ، الفجر، فلق**، ☆رات کے مختلف اجزاء کے لیے وارد اسماء: **آناء،زلف ، عشاء، لیل**، ☆سال اور اسکے اجزاء کے نام: **حول، سنة ، عام، شهر ، یوم**، ☆سال کے موسموں کے نام: **شتاء، صیف**، ☆محدود اوقات کے لیے اسماء: **اجل، امد ، حین ، ساعة ، مدة ، وقت، میقات، موعد، میعاد**، ☆غیر محدود اوقات لیے لیے اسماء: **ابد، احقابا، الدهر، العصر** ، ☆دن کے زمانے کے اعتبار سے نام: **امس ، الیوم ، غد**، ☆ہفتے کے دنوں کے نام: **جمعة ، سبت**، ☆متجدد زمانے کے لیے اسماء: **تارة ، اطوارا**، ☆زمن مقارب کے لیے اسماء: **آنفا، الآن**، ☆حیاۃ سے متعلق اسماء: **عمر ، معاش**، ☆عورتوں سے متعلق اسماء زمن: **عدة ، قروء**، ☆ظرف ، شرط اور استفہام کے اسماء: **ایان ، اذا، کلماء لما، متی ،کم**، ☆مابعد کی اضافت سے متعلق زماں: **اذ، بضع ، بعد ، بعض ، بین ، قبل ، کل ، مع**، قرآن مجید میں اسماء زمن کا تذکرہ کیا گیا ہے نیز اس کے علاوہ بھی بعض مقامات پر بغیر تخصیص اسم نے زمانے اور وقت کا ذکر کرنے نیز اس کی تعین کو مبہم رکھنے کا مقصد قرآن مجید میں تحقیق اور غور فکر کے باب کو تا ابد کھلا رکھنا ہے۔ مفسرین نے کتب تفاسیر اور علوم القرآن میں ان مبہمات زمانی کو بیان کرتے ہوئے کئی ایک اقوال پیش کیے ہیں اور قرآن وسنۃ اور آثار صحابہ اور اقوال تابعین اور تحقیق کی مدد سے ان مقامات کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ذیل میں ان اوقات میں سے بعض کا بیان موجود ہے۔

سورۃ الفاتحہ: ملک یوم الدین (روز جزاء کا مالک (الفاتحہ: 3:1) یوم الدین روز اجزاء کے لیے استعمال ہوتا ہے اور الدین سے مراد جزا اور حساب اور قہر اور طاعۃ ہے[15] یہاں اسکے بیان کو مبہم رکھ کر دیگر مقامات پر اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ جیسا کہ اس کا فرمان ہے۔

سورۃ بقرۃ: ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم یصلونها یوم الدین وماھم عنھا بغآئبین وماادرٰک مایوم الدین ثم ماادرک مایوم الدین یوم لاتملک نفس لنفس شیاً ،والامر یو مئذٍ للہ (الانفطار:82 :1913)واذ وعدنا موسی اربعین لیلۃ(البقرہ:2:51)اور جب ہم نے موسیٰؑ سے وعدہ لیا چالیس راتوں کا۔ **اور اسی طرح سورۃ الاعراف میں اللہ کا فرمان ہے۔** ووعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واتممنٰھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ)(الاعراف : 7: 142)حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک اس سے مراد ذوالقعدۃ کا مہینہ اور دس دن ذوالحجۃ کے مراد ہیں۔[16] اکثر مفسرین کا یہی قول ہے۔ ایک قول ابن الجوزی کا ہے کہ ذوالحجۃ کا پورا مہینہ اور عشرہ محرم بھی مراد ہے۔[17] میری رائے میں ابن الجوزی کا قول زیادہ موثر ہے کہ ذوالحجۃ اور عشرہ محرم دونوں ہی فضیلت میں ایک مقام رکھتے ہیں ۔ ابہام کے ورود کا سبب یہاں یہ ہے کہ اس کے بیان سے کوئی بڑا فائدہ نہیں ہورہا۔ مطلوب اصل قصہ سے حصولِ عبرت نصیحت ہے۔ اور دن کی بجائے رات کی تخصیص اس وجہ سے کی گئی ہے کہ رات دن سے پہلے آتی ہے۔ اور وہ ترتیب میں قبل ہے۔ اور مہینے کے اول میں بھی رات پہلے آتی ہے اور دن بعد میں ۔[18] ☆وقالو الن تمسنا النار اِلا ایا ما معدودۃ ۔(البقرہ: 2: 80)اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں چند دن کے سوا آگ نہ چھوئے گی۔ان ایام سے مراد یہود کے خیال میں سات دن ہیں[19] اور طبری میں ہے کہ چالیس دن کہ جب ان لوگوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی۔[20] ابن عباس کے مطابق: یہود کہا کرتے تھے کہ یہ دنیا سات ہزار سال تک رہے گی اور ہر ہزار سال کے پیچھے ہمیں ایک سزا دی جائے گی اور یہی سات دن ان چند دنوں سے مراد ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔[21] اور جن کا یہ کہنا ہے کہ چالیس دن مراد ہیں ان کے نزدیک یہود کا خیال ہے کہ جیسا کہ تورات میں لکھا ہے کہ جہنم کے اطراف میں چالیس سال کی مسافت ہے تو ہم (یہود) ایک سال کی مسافت کو ایک دن میں طے کرلیں گے پھر عذاب ختم ہو جائے گا۔[22] اس عدد کو اس وجہ سے مبہم رکھا گیا ہوگا کہ اس کا کوئی بڑا فائدہ نہیں ہے نیز ہوسکتا ہے کہ وہ عدد ان کے ہاں معروف ہو۔☆واذکروااللہ فی ایام معدوٰت، (سورۃ البقرہ : 2: 203)اور اللہ کا ذکر کرو گنتی کے چند دن میں۔

یہاں ایامِ معدودات سے مراد ایامِ تشریق ہیں اور وہ ایام منی اور رمی جمار ہیں ان کو معدودات ان کی قلت کی بنا پر کہا جاتا ہے۔ اور یہ یوم نحر کے بعد تین دن ہیں ان میں سے پہلا ذی الحجۃ کا گیارہواں روز ہے یہ قول ہی ابن عمر، ابن

عباس، حسن، عطاء مجاہد وغیرہ کا ہے۔[23]امام قرطبی کے مطابق ابن عباس سے روایت ہے کہ **معلومات** (**لایذ کروا سمہ اللہ فی ایامِ معلومات**) ذی الحجۃ کے اول دس دن ہیں اور معدودات ایامِ تشریق اور یہی جمہور کا قول ہے۔[24] **امام رازی فرماتے ہیں:** شافعی مذہب کے مطابق معلومات ذی الحجۃ کے اول دس دن ہیں اور ان کا آخری دن یوم نحر ہے۔ اور معدودات وہ تین دن یوم نحر کے بعد کے ہیں اور یہی ایام تشریق ہیں اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ ایام لفظ جمع ہے اور ان کی قلیل مقدار تین ہے اور اس کے بعد (**فمن تعجل فی یومین**) کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے اور امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ حکم ایام منی کے لیے ثابت ہوتا ہے اور یہی ایام تشریق ہیں لہذا معلوم ہوا کہ ایام تشریق ہی ایام معدودت ہیں۔[25]**ابن کثیر کے مطابق:** مقسم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ایام معدودت ایام تشریق ہیں اور وہ چار دن ہیں یوم نحر اور تین دن اس کے بعد کے اور یہی جمہور کی رائے ہے۔[26]**حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا:** وہ تین دن ہیں ایک یوم نحر اور دو دن اس کے بعد کے کہ جس میں چاہے ذبح کرے اور افضل ان میں اول ہے اور یہ امت کو آسانی دینے کے لیے ہے۔[27]ان ایام کے ابہام کا سبب یہ ہے کہ اس میں حجاج کے لیے فائدے ہیں کہ وہ اپنے وطن اور اہل واولاد سے دور ہوتے ہیں اور ان کو زمانے کی قید سے مقید نہیں کیا گیا کہ وہ اس میں تصرف نہیں کرسکتے۔☆یسلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ۔(البقرۃ:2: 217)وہ آپ سے حرام مہینوں میں قتال کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ یہ سریہ عبداللہ بن جحش والے تھے۔ انہوں نے غیر قریش کو رجب کے ابتداء میں آلیا تھا اور ان کا گمان تھا کہ وہ جمادی الآخر کا آخر ہے جس بنا پر مشرکین کو اہل سریہ کے اس فعل سے بہت تعجب ہوا۔[28]لہذا اس سے متعلق تفاسیر میں یہ ملتا ہے کہ رجب کے آغاز میں نبی ﷺ نے ایک سریہ بھیجا اور عبداللہ بن جحش کو ان کا امیر مقرر کیا وہ لوگ عمر بن حضرمی سے ملے اور اسے قتل کر دیا۔ انھیں معلوم نہیں تھا کہ یہ رجب کا اول ہے تو مشرکین نے نبی ﷺ سے پوچھا تھا کہ کیا شھر الحرام میں قتال حلال ہے تب یہ آیت نازل ہوئی۔[29]اس شھر الحرام کے ابھام کا ایک سبب یہ ہے کہ ان کا ذکر کہ وہ کون لوگ تھے اور مہینہ کونسا تھا اس بنا پر نہیں کیا گیا کہ وہ لوگ اور مہینہ ان کے ہاں معروف ہو گا۔ اور مہینے کا ذکر نہ کرنے کا ایک سبب اسکی تعظیم ہے۔☆**حفظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطی**۔(**البقرہ**: 2:: 236) نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً بیچ کی نماز کی۔ **قرطبیؒ فرماتے ہیں:** لوگوں نے اس نماز کی تعین میں اختلاف کیا ہے ایک قول کے مطابق یہ ظہر ہے دوسرے کے مطابق عصر، تیسرے کے

مطابق مغرب چوتھے کے مطابق عشاء کا آخری حصہ، پانچویں چھٹے اور ساتویں قول کے مطابق یہ بالترتیب صبح، نماز جمعہ اور صبح اور عصر کی نمازیں ہیں۔ آٹھویں کے مطابق یہ عتمہ (رات کے تین پہروں میں سے پہلے پیر اور صبح کا وقت ہے) نویں قول کے مطابق یہ تمام صلوٰۃ خمسہ ہیں اور دسویں کے مطابق یہ غیر معین ہے۔ اور دسویں قول کے قائل نافع ہیں جو ابن عمر سے روایت کر رہے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مخفی رکھا ہے بالکل ایسے ہی جیسے لیلۃ القدر کو رمضان میں اور جمعہ کی مبارک گھڑیوں میں سے ایک مبارک گھڑی کو۔[30] اور جمہور کا قول ہے کہ یہ صلاۃ العصر ہے اور اس قول کی تائید میں صحیح احادیث بھی موجود ہیں۔[31] اور اسکے ابہام کا سبب اس نماز کی تعظیم اور اس شرف میں اضافہ ہے تاکہ انسان صلوٰۃ الوسطیٰ کے لیے سخت کوشش کرے اور اس کو ایسے تلاش کرے جیسے رمضان میں لیلۃ القدر کرتا ہے۔

سورۃ آل عمران: وسبح بالعشي والابکار: (آل عمران:3:41) اسی طرح (غافر:55، الانعام:52، کہف:28) وغیرہ میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ مفسرین کے نزدیک **العشیة** اور **عشسی** سے **اطراف النهار** " مراد ہیں۔[32] ایک کے قول کے مطابق :اول النهار وآخره العشی"مابعدالعصر : یقال : عشی وعشیة ۔ [33] بعض کی رائے کے مطابق: یہ وہ وقت ہے جو ان کے اواخر میں ہوتا ہے۔ اور " **هی الفترة الزمنية من حين الزوال الى تغيب الشمس**۔[34] یہ زوال سے لے کر سورج کے غروب ہونے کا وقت ہے۔

سورۃ المائدہ: یا ایها الذین امنوالاتحلوا شعائر الله والا الشهر الحرام ۔(سورۃ المائدہ: 2:5) **طبری کے نزدیک** اسی شہر الحرام سے مراد رجب ہے۔[35] جبکہ ایک قول کے مطابق ذوالقعدہ مراد ہے[36]۔ **ابن عطیہ بھی طبری کی رائے کے موافق بات کرتے ہیں کہ:** "حکم کی شدت سے ظاہر ہورہاہے کہ اس سے مراد رجب ہے کہ وہ قریش کے ساتھ مخصوص تھا اور قریش کے مشائخ اس کی تعظیم کرتے تھے۔[37] الشہر الحرام کا اسم مفرد کے طور پر ذکر کرکے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ تمام اشہر حرم پر دلالت کرتا ہے یعنی کہ ذوالقعدہ ذوالحجۃ محرم اور مضر قبیلے کا رجب جو کہ جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔[38] یہاں ابہام کا مقصد اس کی تعظیم ہے اور تمام اشہر اگر مراد ہوں تو عموم بھی مطلوب ہے۔☆ **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی** ۔(المائدہ: 5:3) آج کے دن میں نے تم پر تمھارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی۔ الیوم سے مراد یوم عرفہ ہے 10 ہجری، جمعہ کا دن اور حجۃ الوداع بھی اسی روز کیا گیا۔39☆ یاھل

الکتب قد جاء کم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل (المائدہ: 5: 19) فترۃ چھ سو سال ہیں یہ مدت ہے جو عیسیٰ علیہ السلام اور نبیؐ کے درمیان بھی اور اس عرصے کے دوران کوئی نبی نہیں آیا جیسا کہ نبیؐ سے مروی ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس مدت میں اللہ تعالیٰ نے چار انبیاء بھیجے نہ کہ رسول ان میں خالدین سنان عیسی ہیں۔ جو کہ عرب سے ہیں باقی تین نبی بنی اسرائیل سے ہیں یہ سب ضعیف اقوال ہیں۔[40] **ابن کثیر کے بقول:** مشہور قول اول ہی ہے کہ 600 سال اور جو لوگ چھ سو بیس (620) سال کہتے ہیں ان کے قول میں بھی تضاد نہیں ہے کیونکہ قائل اول شمسی حساب سے 600 اور دوسرا قمری اعتبار سے 620 شمار کرتا ہے۔ اور ہر سو شمسی اور قمری سالوں میں کوئی تین سال کا فرق ہوتا ہے اور یہ بات سورۃ کہف میں اصحاب کہف کے واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ ☆ولبثوا فی کھفھم ثلاث مائۃ سنین وازدادو تسعا (الکھف) اور یہ اضافہ قمری تھا۔ اور یہ بات اہل کتاب کو معلوم تھی اور فترۃ کو مبہم رکھنے کا سبب اس کی تعین سے کسی فائدے کا حاصل نہ ہوتا ہے۔[41] ☆تجسونھما من بعد الصلوٰۃ (المائدہ: 5: 106) تم ان دونوں کو نماز کے بعد روک لو۔ یہ صلاۃ العصر ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔[42] ایک قول یہ بھی اختیار کیا گیا ہے۔ کہ انھیں نماز کے معاملے میں اختیار دیا گیا ہے[43] اور یہاں الصلوٰۃ کے ابہام کا مقصد اسکی معرفت کا ہونا ہے کہ ان کے ہاں حلف کے لیے یہی وقت مخصوص ہو گا۔[44]

سورۃ الاعراف: ان ربکم اللہ **الذی** خلق السموات والارض فی ستۃ ایام۔ (الاعراف: 6: 54) بے شک تمھارا رب اللہ وہ ہے جس نے آسمان اور زمین کو چھ روز میں پیدا فرمایا ہے۔ یہ یوم الاحد سے شروع ہو کر یوم جمعہ تک ہیں۔[45] تفسیر خازن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوم السبت (ہفتے) کو مٹی پیدا فرمائی۔ اتوار کو پہاڑ، پیر کو اشجار، منگل کے روز مکروہ چیزیں، بدھ کے روز نور، جمعرات کے روز جانور پھیلائے اور جمعہ کے روز عصر کے بعد آخری گھڑیوں میں حضرت آدمؑ کو تخلیق فرمایا۔[46] دنوں کے ابہام کا مقصد اسکی تعیین سے کسی بڑے فائدے کا حاصل نہ ہونا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ ایک لحظے میں سب کچھ بنادے لیکن چھ دن میں بنانے کا مقصد اپنی مخلوق کو یہ تعلیم دینا ہے کہ تخلیق کے کام میں اثبات اور غور و فکر موجود ہو۔

سورۃ الانفال: وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان ، یہ یوم بدر کو کہا گیا ہے۔[47] **طبری فرماتے ہیں:** اس سے مراد وہ دن ہے جب قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ اور جمہور کے نزدیک وہ 17 رمضان المبارک "یوم الجمعہ تھا،[48] اس دن کے ابہام کا مقصد اس کی تعظیم ہے۔

سورۃ یوسف: فلبث فی السجن بضع سنین۔ (الیوسف : 12 :42) پس اس نے قید میں چند سال گزارے۔ یہاں بضع سے مراد سات سال ہیں[49]۔ اور دیگر اقوال کے مطابق مختلف اعداد ہیں اور ان میں مفسرین نے سات کو اختیار کیا ہے۔[50] ابن جریر سے روایت ہے کہ نو سال مراد ہیں۔[51] میری رائے کے نزدیک بھی نو سال ہی مراد ہیں اور یہاں مدت قید کے ابہام کا مقصد کسی بڑے فائدے کا نہ ہونا ہے۔ثم یاتی من بعد ذلک عام فیہ یغاث الناس: (الیوسف : 12 :49) پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا کہ لوگ اس میں کھیتی باڑی کریں گے۔ یہاں کوئی مخصوص سال (عام) مراد نہیں ہے اور قرآن مجید نے یہاں سال کے لیے عام کا لفظ استعمال کر کے اس کو اس کے غیر ظاہر میں استعمال کیا ہے۔ سال کے لیے قرآن مجید میں اور دیگر الفاظ سنۃ، عام، حجۃ اور حول کا لفظ استعمال کیا ہے۔

سنۃ اور عام کے مابین فرق:

سنۃ میں سختی، شدت، قحط اور صعوبت کے معنی ہوتے ہیں یعنی قرآن نے ایسے حالات پر عموما اس لفظ کا استعمال کیا ہے جیسے کہ حدیث میں بھی ہے "سنین کسنی یوسف"۔[52] جبکہ اس کے برعکس "عام" کے لفظ میں خوشحالی آسودگی اور راحت مراد ہوتی ہے [53] جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے۔ثم یاتی من بعد ذلک عام فیہ یغاث الناس وفیہ یعصرون(سورۃ یوسف:12 :49) جبکہ دوسرا فرق یہ ہے کہ سنۃ کا لفظ شمسی سال کے لیے اور عام کا لفظ قمری سال کے لیے بولا جاتا ہے۔[54]

حول اور حجۃ کے درمیان فرق:

لسان العرب کے مطابق: حجۃ میں مقصد کا حصول اس کا قصد، کسی کام، امتحان، دلیل اور برھان اور تجربے کے حصول کا ہونا شامل ہوتا ہے۔ اور ایسے کسی مقصد کے حصول کے لیے ہی حجۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کی جمع حجج ہے [55] جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ہے کہ ان سے کہا گیا تھا کہ: انی ارید ان انکحک

احدی ابنتی ھٰتین علی ان تاجر نی ثمٰنی حجج (القصص: 27) یہاں عام اور سال کا لفظ نہیں استعمال کیا گیا کیونکہ موسیٰؑ، امتحان، برھان اور تجربے کی جگہ یہ تھے۔[56]

حول: "لغۃ: ہر وہ چیز جس کی حالت بدل رہی ہو۔ جیسے احال اللیل أی أقبل۔۔۔واذا ذکرت فعل الرجل قلت: حال یحول حولاً۔"[57]یعنی حول کا لفظ کسی شخص کے فعل سے مخصوص ہے اور ہر لمحہ بدلتی حالت کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے زکوۃ کے وجوب کے لیے حولان حول کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے وہاں سنۃ اور عام کا لفظ غیر مناسب ہے جیسے کہ ایک جگہ اللہ کا فرمان ہے۔"متاعاً الی الحول غیر اخراج"(البقرہ: 2) یہاں بھی فعل مطلوب ہے جو کہ متاع زوجہ ہے۔[58]

سورۃ کہف:او امضی حقباً۔(الکھف 60)اسی طرح ایک اور جگہ لبثین فیھااحقابا(سورۃ النبأء : 23: 78)احقاب جمع حقب کی ہے۔اسکی تعیین میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک احقاب سے مراد سو سال، بعض کے نزدیک 80 سال اور بعض اس کو ہزار مہینے شمار کرتے ہیں۔ اور بعض اسے سات ہزار سال شمار کرتے ہیں۔ پھر وہ اس کے ایام کی مقدار سے ہی ناواقف ہیں بعض ان ایام کو ایام اللہ سے تعبیر کرتے ہیں نہ کہ اس کائنات کے ایام سے اور ایام اللہ کا ایک یوم ہمارے ہزار سال کا ہوتا ہے۔[59]بعض ایسے بھی ہیں جنھوں نے احقاب کو مطلق مدت اور غیر متناہی مدت شمار کیا ہے۔[60]ترجیحی رائے حقب کے متعلق یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ مطلق زمانے کے لیے بولا گیا ہے جو غیر محدود ہے اور غیر معین ہے۔

سورۃ طہ:سبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل غروبھا ومن آنآء الیل (سورہ طہ:20:130)اور رات کے پہروں میں اسی طرح اَمَّنۡ ھُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیۡلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحۡذَرُ الۡاٰخِرَۃَ ۔(زمر: 9) میں بھی آنآء کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اور اس کا واحد انی ہے۔آنآء کا لفظ قرآن مجید میں متعدد بار آیا ہے جو کہ دن کی نسبت رات کے لیے زیادہ استعمال ہوا ہے جیسا کہ آیات مذکورہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔[61]**مفسرین کے مطابق:**یہ معین زمانہ ہے اور نماز عشاء کا آخر اس سے مراد ہے یاصلاۃ العتمہ (رات کے تین پہروں میں سے پہلے پہر کا وقت) [62]

سورۃ قصص: علی حین غفلة (سورہ القصص :6) ایسے وقت میں جب لوگ بے خبر تھے۔ ابن عباس فرماتے ہیں یہ دوپہر کا وقت تھا۔[63] طبری کی ایک روایت کے مطابق ابن عباس کا ہی ایک قول ہے کہ وہ مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت تھا۔[64] حین کا لفظ (بقرہ:36) روم آیت 17، اور دیگر مقامات پر استعمال ہوتا ہے۔ حین کا اطلاق ایک گھڑی، تھوڑے سے وقت، کبھی کبھی سال اور کبھی ماہ پر بھی بولا جاتا ہے۔[65]

سورۃ سبا: قل لکم میعاد یوم لاتستأخرون عنه ساعة ولاتستقدمون۔ (آیت: 30) **میعاد** : ظرف الوعد من مکان اوزمان وھوھنا زمان۔[66] اور اس میعاد سے مراد یوم القیامت ہے یا دنیا میں انکے عذاب کے نزول کا وقت مراد ہے۔[67]

سورۃ القمر: فی یوم نحس۔ (آیت: 19) ذر بن حبیش کے مطابق یہ بدھ کا دن تھا۔[68] اس کے ابہام کا مقصد کسی بڑے فائدے کا حاصل نہ ہونا تھا۔

سورۃ الحاقۃ: سخر ھا علھم سبع لیال وثمانیة ایام (الحاقة: 69 :7) جو ان پر سات راتیں اور آٹھ دن جاری رہی ۔ ربیع بن انس کے مطابق پہلا دن جمعہ کا تھا ۔[69] اور اس کے ابہام کا سبب تعیین سے کسی بڑے فائدے کا نہ ہونا ہے۔

سورۃ جن: قل ان ادری اقریب ماتوعدون ام یجعل له ربی امداً۔ (آیت: 72: 25) "کہہ دیجئے کہ مجھے خبر نہیں جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا اس کے لیے میرا رب کوئی مدت ٹھہراتا ہے۔" یعنی عذاب کا وعدہ قریب کا گیا گیا ہے یا امد غیر معینہ کو یعنی قیامت کے دن ۔ یعنی عذاب کا علم غیب کا علم ہے جو اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے۔ امد: سے مراد مدت وغایت ہے۔[70]

سورۃ المرسلات : الم نخلقکم من مآء معین ۔ فجعلنه فی قرار مکین الی قدر معلوم (المرسلت : 77 :2220) قدر المعلوم سے مراد یہاں ولادت کا وقت ہے یعنی ایک معین مدت چھ ماہ یا نو ماہ اور یہ لفظ زمن کے طور پر صرف یہاں ہی استعمال ہوا ہے۔[71]

سورة العصر: **والعصر** اور زمانے کی قسم۔(العصر:01:103)عصر لفظ زمانے پر دلیل ہے جیسا کہ مفسرین العصر کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔**العصر هوالزمان الذی یقع فیه حرکات بنی آدم من خیر اوشر۔** اور بعض اسے دھر سے تعبیر کرتے ہیں۔یہ عجیب چیزوں پر ہی مشتمل ہے اس میں خوشی و غم، صحت و سقم، غنی و فقر سب شامل ہیں یہ سال مہینے دن اور لمحوں پر مشتمل ہوتا ہے اس میں اور زیادتی پائی جاتی ہے یہ ماضی اور مستقل سے بنا ہے۔اسی وجہ سے اس کی قسم کھا کر بتایا گیا ہے کہ دن رات سب ایسی فرصتیں ہیں جن کو انسان ضائع کر رہا ہے اس لیے وہ خسارے میں ہے۔[72] **اللہ تعالیٰ کے فرمان :وهوالذی جعل الیل والنهار خلفة لمن اراد ان یذکر او اراد ان شکورا(الفرقان :25 :62)** میں مکان اور مکانیات کی طرف اشارہ ہے پھر آیت: **وله ماسکن فی الیل والنهار (الانعام : 6 :13)** کے بارے میں امام رازی فرماتے ہیں کہ زمان، مکان سے زیادہ اعلی واشرف ہے اسی لیے اللہ نے اپنی بادشاہی اور ملکوت میں سے اشرف چیز کی قسم کھائی ہے۔[73]

سورة الفلق: **ومن شر غاسق اذا وقب۔(الفلق:113 :3)** اندھیری رات کے شر سے جب کہ وہ سمٹ آئے۔تفسیر لغوی کے مطابق: **فعلی هذا المراد بالمقمر اذاخسف واسود (وقت ای دخل فی الخسوف اواخذ فی الغیوبة ۔** یعنی اسکی تفسیر ایسے چاند سے کی گئی ہے جو سیاہ اور دھنسا ہوا ہو۔یعنی جب اس پر ظلمت طاری ہو۔[74]ابن شھاب فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سورج کا وہ وقت ہے جب وہ غروب ہو جائے۔[75] ایک قول کے مطابق اس سے مراد ثریا ہے[76]غسق سے مراد غروب الشمس لیا جاتا ہے۔**اما م رازی : واذافسرنا الغسق بظهور اول الظلمة کان الغسق عبارة عن اول المغرب والصحیح ان تفسیر الغسق بالمغرب ضعیف ---غسق الیل عند غیوبة الشفق---والا قرب ان یکون معنی الغسق هوبدایة دخول وقت العشاء--** یعنی غسق سے مراد مغرب کا اول وقت اور غیوب الشمس نہیں ہے بلکہ اس کا اخیر ہے جو کہ غیوب الشفق اور آغاز ظلمت اور ابتداعشاء مراد ہے۔[77]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مصادرومراجع

1۔ کیرانوی، وحید الزمان، مولانا، القاموس الوحید، 184، ادارہ اسلامیات، 2001ء؛ معجم الوسیط، ص 74، مجمع اللغۃ العربیہ، جمہوریۃ مصر العربیہ، لوئیس معلوف، المنجد فی اللغۃ، ص52، مکتبہ قدوسیہ

2۔ ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، 12/56، دار صادر بیروت، س ن

3۔ راغب اصفہانی، امام، مفردات القرآن، 1/126، شیخ شمس الحق کشمیر بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور، 1987ء

4۔ لسان العرب، 12/56، 57

5 ۔wttps:// www.thesaurus.com/browse/ambiguity

6۔ البوطی، سعید رمضان، من روائع القرآن، ص89، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، لبنان، 1999ء

7۔ بلنسی، ابی عبداللہ، محمد بن علی، صلۃ الجمع وعائد التذییل لموصول کتابی الأعلام والتکمیل، 1/36، دار الغرب الاسلامی، بیروت، لبنان، 1991ء

8۔ من روائع القرآن، ص89

9۔ لسان العرب، 13/199

10۔ الآلوسی، حسام، الزمان فی الفکر الدینی والفلسفی القدیم، ص169، الموسسۃ العربیہ للدراسات والنشر، 1980ء

11۔ زرکشی، ابوعبداللہ بدر الدین، البرہان فی علوم القرآن، ص123، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، 1957ء

12۔ ابن کثیر، ابوالفداء، محمد بن اسماعیل، تفسیر القرآن العظیم، 8/480، دار طیبہ، للنشر والتوزیع، 2002ء

13 - Encyclopedia of Quran, Jane Dāmmen Mc Auliffe, vol. 5/278, Brill, Neitherlānd, 2000

14 - Encyclopedia of Quran , pg 278. 290, Article time

15۔ مفردات القرآن، 2/205

16۔ قرطبی، محمد بن ابی بکر، م 671ھ، الجامع لأحکام القرآن، دار عالم الکتب، الریاض 1/393۔394، 2003ء

17۔ ابن الجوزی، ابی الفرج، جمال الدین، زاد المسیر فی علم التفسیر، ص60، 61؛ ابن کثیر، 1/260

18۔ الشوکانی، محمد بن علی، فتح القدیر، الجامع بین فی الروایۃ والدرایۃ، 1/58، دار المعرفہ، بیروت، 2007ء؛ قرطبی، 1/393

19۔ سیوطی، جلال الدین، الدر المنثور، 1/207؛ ابن کثیر، 1/314

20۔ طبری، محمد بن جریر، جامع البیان، 1/266، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، 1994ء

21۔ الدر المنثور فی تفسیر الماثور، 1/207؛ زاد المسیر، 1/72

22۔ ابن کثیر، 1/314؛ زاد المسیر، 1/72

23۔ خازن، محمد بن علی بن ابراہیم، تفسیر الخازن، لباب التاویل فی معانی التنزیل، 1/135، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 2004ء؛ طبری، 1/5551؛ ابن عطیہ، ابی محمد عبد الحق اندلسی، المحرر الوجیز فی کتاب العزیز، ص 105، دار ابن حزم، جدہ، 1423ھ

24۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 3/3

25۔ رازی، فخر الدین، تفسیر کبیر، 5/208، دار الفکر، بیروت، لبنان، 1981ء

26۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 1/265

27۔ ایضا،

28۔ بلنسی، صلۃ الجمع وعائد التذییل، 1/213

29۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 1/574؛ بلنسی، صلۃ الجمع، 1/213، 215

30۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 1/273

31۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 3/3؛ طبری، جامع البیان، 2/19

32۔ بغوی، محی السنہ ابی محمد الحسین بن مسعود، معالم التنزیل، 3/146، دار طیبہ، ریاض، 1611ھ؛ بیضاوی، ناصر الدین عبد اللہ بن عمر، انوار التنزیل واسرار التاویل، 1/260، دار الرشید دمشق، بیروت،

33۔ تفسیر طبری، 2/253

34۔ زمخشری، محمود بن عمر، تفسیر الکشاف، 1/189، کتب خانہ مجازی الفبا، بدون سن؛ طبری، 2/253؛ تفسیر بیضاوی، 1/260

35۔ تفسیر طبری، 4/394

36۔ ابن الجوزی، جمال الدین، ابی الفرج، زاد المسیر فی علم التفسیر، ص352

37۔ ابن عطیہ، ابی محمد عبد الحق اندلسی، المحرر الوجیز، ص507

38۔ ایضا

39۔ تفسیر خازن، 2/9

40۔ ایضا

41۔ ایضا

42۔ تفسیر ابن عطیہ، ص591؛ تفسیر قرطبی، 3/195
43۔ تفسیر قرطبی، 3/197
44۔ تفسیر طبری، 3/195
45۔ تفسیر طبری، 3/447؛ زاد المسیر، ص500؛ الدر المنثور، 8/472
46۔ تفسیر خازن، 2/207
47۔ الدر المنثور، 4/72؛ تفسیر طبری، 4/43؛ تفسیر ابن کثیر، ص844
48۔ تفسیر طبری، 4/43؛ الدر المنثور، 4/72
49۔ تفسیر طبری، 4359
50۔ تفسیر بغوی، 4/244
51۔ تفسیر طبری، 4/359
52۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاستقاء، باب دعا النبی ﷺ اجعلھا علیھم سنین کسنی یوسف، حدیث نمبر 961
53۔ المطعنی، عبد العظیم (م1992) خصائص التعبیر القرآنی وسماتہ البلاغیۃ، 1/245، مکتبہ وھبۃ مصر،
54۔ الھرری، محمد امین، (م2001)، تفسیر حدائق الروح والریحان فی روابی علوم القرآن، 21/356، دار طوق النجاہ، بیروت، لبنان،
55۔ لسان العرب، 2/273
56۔ ایضا، 11/188
57۔ ایضا، 11/189
58۔ تفسیر الکشاف، 2/140
59۔ مفاتیح ال غیب، 21/144؛ تفسیر ابن کثیر، ص1954
60۔ تفسیر ابن کثیر، ص1954
61۔ معجم الوسیط، 1/31
62۔ تفسیر طبری، 6/373؛ زمخشری، ص1200، 835؛ تفسیر ابن عطیہ، ص1612
63۔ مفحمات الاقران، ص181
64۔ تفسیر طبری، 6/394

65۔ فتح القدیر، 21/1130
66۔ تفسیر کشاف، 3/583
67۔ الکلبی، محمد بن احمد بن محمد ابن جزری، الغرناطی، التسہیل لعلوم التنزیل، 2/167، شرکۃ دار الارقم بن ابی الارقم، بیروت، 1416ھ
68۔ مفہمات الاقران، ص235
69۔ ایضا، ص252
70۔ تفسیر بغوی، 8/244؛ تفسیر ابن کثیر، ص1928
71۔ تفسیر ابن کثیر، ص1951
72۔ ایضا، 8/480
73۔ تفسیر رازی، 32/85
74۔ ایضا، 32/85
75۔ ایضا
76۔ تفسیر بغوی، 8/195
77۔ مفہمات، ص286

1. Kyrānvī, wāheed uz Zāman, Molāna, Alqāmoos al Waheed 184, Idāra-e-Islamīyāt 2001; Majām al Wāset pg 74, Mājjam ul lughat ul arbīa, Jamhurīa al Arabia, loes Māllof, al munjīd fil-lughat 52; maktāba qudusīa.
2. Ibne Mānzoor, Afrīqi, Lisān al Arab, 12/56, dār sādīr Berut
3. Rāghib Asfahāni, imam, Mufrādaat al Qurān, 1/12, Shms ul Hāqm Jāshmir Block, Iqbāl Town Lahore, 1987
4. Lisān ul Arab, 12/56-57
5. albutāi, saeed ramadāna, min rāwayīe alqrān, Beirut, Lubnān, 1999
6. Balānsī, Abi Abdullah, Muhammad ibn Ali, silt al jāme waeāyid al tādhayyl limāwsul ktābiy al'aelam wal tukmeel, 1/36, dar al ghārb al Islāmi, Beirut, Lubnān, 1991ء
7. min rawāyīe alqrān, 89
8. Lisān al Arab,13 /199
9. Alusi, Hussām, Al-Zāman Fi Al-Fīkr Al-Dine, wal falsafī al Qadeem, pg 169, al Musīsut al Arabia lildīrasat wl nashar, 1980

10. Zarkashī, Abu Abdullah Badruddīn, Al-Burhan Fi Uloom Al-Quran, 123, dar al marifa, Beirut, Lubnān, ء1957
11. ibn kthīr, ismaʿīl bn ʿmr bn kthīr, abū alfdaʾ, tfsīr al-qrʾan al-ʿẓīm,480/8 , darāl-ktb al-ʻlmyh, mnshūrat , bayrūt, ء2002
12. Mufrādaat al Qurān,2 /205
13. Qurtubi, Muhammad ibn Abi Bākr, Al Jamie li'ahkam al Qrān, dar alām al ktabī, alrāyad, 1/ 394 -393, 2003
14. Ibn al-Jāozi, Abi al-Faraj, Jamal al-Din, Zad al-Māsir fi Ilm al-Tāfsir,pg 160.
15. Al-Shoukani, Muhammad ibn Ali, Fatah al-Qadir, Al-Jami 'bin al-Rawa'iyyah, dar al mārifa, Beirut,2007
16. Sīouti, Jalalūddin, Al- Dūrr Al Mānthur, 1/207; ibn kthīr,1/314
17. Muhammad bin Jareer bin yzeed, Jami ul beyān fe taweel īl Quran.1/ 266, Musisūt al Resāl, Beirut, 1994
18. Al- Dūrr Al Mānthur, 1/207; Zad al-Māsir, 1/72
19. ibn kthīr,1/314; Zad al-Masir,1/72
20. Khazān, Muhammad ibn Aliībn Ibrahim, Tafsir al-Khāzan, Labab al-Tawil fi Ma'ani al-Tanzil, 1/135, Dar ul kutub al ilmīyā- Berut, 2004; Ibn Atiyah, Abi Muhammad Abdul Hāq Andālusi, Al-Muharram Al-Wajiz Fi Kitab Al-Aziz, p 105, Dar Ibn Hazm, Jeddah, 2004
21. Qurtubī, Al Jamie li'ahkām, 3/3
22. Rāzi, Fakhruddin, Tāfsir Kabir,5/208, Dar ul Fikār, Beirut,1981
23. ibn kthīr, tfsīr al-qrʾan, al-ʿẓīm, 1/265
24. Ibid,
25. Balansī, silt al jame wāeayid al tazyeel, 1/ 231
26. Qurtubi, Al Jamie li'ahkam, 3/273
27. Ibid
28. Ibid, 3/3
29. Baghawi, Mohi Al-Sunnah Abī Muhammad Al-Hussein Bin Masood, Ma'alim Al-Tanzil, 3/146, Dar Tayyaba, Riyadh, 1611; Baidvī, Nasir al-Din Abdullah ibn Umar, Anwar al-Tanzeel wa Israr al-Tawil,1/260, Dar al-Rasheed Damascus, Beirut,
30. Tafsīr Tabari, 2/253
31. Zamakhshari, Mahmoud Ibn Umar, Tafsir Al-Kashaf, 1/189, kutab Khan, Alfba; Tāfsīr Tabari ,2/253; Tāfsīr Baidvi,1/260
32. Tāfsīr Tabāri ,4/394
33. Ibn al-Jaozi, Abi al-Farāj, Jamal al-Din, Zad al-Māsir fi Ilm al-Tafsir,pg352
34. Ibn Atiyāh, Abi Muhammad Abdul Haq Andālusi, Muharr Al-Wajīz, 507
35. Ibid
36. Tāfsīr Khāzan, 2/9
37. Ibid
38. Ibid
39. Tāfsīr Ibn Atīyah, 591
40. Tāfsīr Qurtubi,3/197

41. Tāfsīr Tabāri, 3/195
42. Tāfsīr Tabāri, 3/447; Al- Dūrr Al Mānthur, 500
43. Tāfsīr Khāzan, 2/270
44. Al- Dūrr Al Mānthur,4/;72 Tāfsīr Tabāri, 4/43
45. Tāfsīr Tabāri, 4/43; Al- Dūrr Al Mānthur,4/72
46. Tāfsīr Tabāri, 4/435
47. Tāfsīr Baghawi,4/244
48. Tāfsīr Tabāri, 4/359
49. Al-Bukharī, Muhammad Bin Isma'il, Al-Jami 'Al-Sahih, Kitab Al-Istīqa', bab Dua Al-Nabī SAW, Ajalha Alayhim Sunin Kasni Yusuf, Hadith No.961
50. Al-Mu'tani, Abdul Azim, khasayīs al tabeer alqranī wa sīmati ul balagha, maktaba, Wahba, Egypt, 1/245
51. Al-Rari, Muhammad Amin, tafsīr hadayīq al ruwh walrayhan fe rawabi w uloom al, Qur'an, 21/356, dār tawq al najati, Beirut
52. līsan al arāb, 2/273
53. ibid, 11/188
54. ibid, 11/189
55. Tāfsīr kāhsaf, 2/ 140
56. Mafateh al Gaib, 21/ 144' ibn kthīr, tfsīr al-qrʾan, al-ʿẓīm, 1954
57. ibn kthīr, tfsīr al-qrʾan, al-ʿẓīm, 195
58. Muejam al ausit,1/31
59. Tāfsīr Tabāri, 6/373 ' Tāfsīr Ibn Atīyah, 1612
60. Mafhāmat al Aqarān,181
61. Tāfsīr Tabāri, 6/394
62. Fatah al-Qadir, 21/ 1130
63. Tāfsīr kahsaf, 3/ 583
64. Al-Kalbi, Muhammad ibn Ahmad ibn Muhammad ibn Jazrī, Al-Granatī, , Al-tashel lulom Tanzīl, 2/167, Serkat Dar Al-Arqam Ibn Abi Al-Arqām, Berut, 1416
65. Mafhāmat al Aqarān,235
66. Ibid, 252
67. Tāfsīr Baghawi,8/244; ibn kthīr, tfsīr al-qrʾan, al-ʿẓīm,1928
68. ibn kthīr, tfsīr al-qrʾan, al-ʿẓīm,1951
69. ibid
70. Tafsīr Rāzi, 32/85
71. Ibid
72. Ibid
73. Tāfsīr Baghawi,8/195
74. Mafhāmat al Aqarān,286